جماعتِ اسلامی پاکستان

کُل پاکستان اجتماعِ ارکان
منعقدہ ۱۷ تا ۲۱ فروری ۱۹۵۷ء
بمقام ماچھی گوٹھ (صادق آباد)
میں پاس شُدہ قراردادیں

پالیسی ★ اور پروگرام

مرکزی شعبۂ نشرواشاعت جماعتِ اسلامی پاکستان اچھرہ

جماعت اسلامی پاکستان

کُل پاکستان اجتماعِ ارکان

منعقدہ ۱۷ تا ۲۱- فروری ۱۹۵۷ء - بمقام ماچھی گوٹھ، صادق آباد

میں

پاس شدہ قراردادیں

پالیسی اور پروگرام



مرکزی شعبۂ نشر و اشاعت جماعت اسلامی پاکستان

اچھرہ لاہور

طابع و ناشر

مصباح الاسلام فاروقی

ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت

جماعتِ اسلامی پاکستان

اچھرہ ۔۔ لاہور

اپریل ۱۹۵۷ء

تعلیمی پریس

سرکلر روڈ ۔۔ لاہور



جماعت اسلامی پاکستان کے ارکان کا ایک خاص اجتماع ماچھی گوٹھ، صادق آباد میں ۱۷ تا ۲۱۔ فروری ۱۹۵۷ء، اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا تھا کہ تمام ارکان ایک جگہ مجتمع ہو کر جماعت کے پچھلے پندرہ سال کا جائزہ لیں، اور آئندہ کے لئے اپنی پالیسی طے کریں۔ یہ اجتماع خالص ارکانِ جماعت کا تھا اور اس میں پورے پاکستان سے ۹۴۶ ارکان جمع ہوئے تھے۔ اس اجتماع میں جو قرار دادیں پاس ہوئیں، وہ یہاں یکجا درج کی جا رہی ہیں۔ ان سے جماعت کی پالیسی آئینہ کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔



مندرجات



جماعتِ اسلامی کی پالیسی اور لائحۂ عمل

(یہ قرار داد سید ابوالاعلیٰ مودودی نے پیش کی، اور ۱۵ کے مقابلہ میں ۹۲۰ ووٹوں سے پاس ہوئی)

جماعت اسلامی پاکستان اس امر پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتی ہے کہ اب سے پندرہ سال قبل جس نصب العین کو سامنے رکھ کر، اور جن اصولوں کی پابندی کا عہد کر کے اس نے سفر کا آغاز کیا تھا، آج تک وہ اسی منزل مقصود کی طرف، انہی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے بڑھتی چلی آرہی ہے۔ اس طویل اور کٹھن سفر کے دوران میں اگر اس سے اقامت دین کے مقصد کی کوئی خدمت بن آئی ہے۔ تو وہ سراسر اللہ کا فضل ہے جس پر وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتی ہے، اور اگر کچھ کوتاہیاں اور لغزشیں سرزد ہوئی ہیں تو وہ اس کے اپنے ہی قصور کا نتیجہ ہیں جن پر وہ اپنے مالک سے عفو و درگزر اور مزید ہدایت و توفیق کی دعا کرتی ہے۔

جماعت اسلامی اس بات پر مطمئن ہے کہ تحریکِ اسلامی کا جو لائحۂ عمل نومبر ۵۱ء میں ارکان کے اجتماعِ عام منعقدہ کراچی میں امیرِ جماعت نے مجلسِ شوریٰ کے مشورے سے پیش کیا تھا وہ بالکل صحیح توازن کے ساتھ مقصدِ تحریک کے تمام نظری اور عملی تقاضوں کو پورا کرتا ہے، اور وہی آئندہ بھی اس تحریک کا لائحۂ عمل رہنا چاہئے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۹)

اس لائحۂ عمل کے پہلے تین اجزا (یعنی تطہیرِ افکار و تعمیرِ افکار، صالح افراد کی تلاش و تنظیم و تربیت اور اجتماعی اصلاح کی سعی) تو جماعتِ اسلامی کی تشکیل کے پہلے ہی دن سے اس کے لائحۂ عمل کے اجزائے لازم رہے ہیں، البتہ ان کو عمل میں لانے کی صورتیں حالات و ضروریات کے لحاظ سے اور جماعت کے وسائل و ذرائع کے مطابق بدلتی رہی ہیں۔ ان کے بارے میں جماعت اب یہ طے کرتی ہے کہ آئندہ کوئی دوسرا اجتماعی فیصلہ ہونے تک ان تینوں اجزا کو اس پروگرام کے مطابق عملی جامہ پہنایا جائے جو اس قرارداد کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸ تا ۲۱) نیز جماعت کا یہ اجتماعِ عام مجلسِ شوریٰ، اور تمام حلقوں، اضلاع اور مقامات کی جماعتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اس پروگرام پر اس حد تک زور دیں کہ لائحۂ عمل کے چوتھے جز کے ساتھ جماعت کے کام کا ٹھیک توازن قائم ہو جائے اور قائم رہے۔

اس لائحۂ عمل کا چوتھا جز جو نظامِ حکومت کی اصلاح سے متعلق ہے درحقیقت وہ بھی ابتدا ہی سے جماعتِ اسلامی کے بنیادی مقاصد میں شامل تھا۔ جماعت نے ہمیشہ اس سوال کو زندگی کے عملی مسائل میں سب سے اہم اور فیصلہ کن سوال سمجھا ہے کہ معاملاتِ زندگی کی زمامِ کار صالحین کے ہاتھ میں ہے یا فاسقین کے ہاتھ میں۔ اور حیاتِ دنیا میں امامت و رہنمائی کا مقام خدا کے مطیعِ فرمان بندوں کو حاصل ہے، یا اس کی اطاعت سے آزاد رہنے والوں کو۔ جماعت کا نقطۂ نظر ابتدا سے یہ ہے کہ اقامتِ دین کا مقصد اُس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک اقتدار کی کنجیوں پر دین کا تسلط قائم نہ ہو جائے، اور جماعت ابتدا ہی سے یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رکھتی ہے کہ دین کا یہ تسلط یک لخت کبھی قائم نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ایک تدریجی عمل ہے جو غیر دینی نظام کے مقابلے میں دینی نظام چاہنے والوں کی پیہم کشمکش اور درجہ بدرجہ پیش قدمی سے ہی مکمل ہوا کرتا ہے۔ جماعتِ اسلامی نے اس مقصد کے لیے تقسیمِ ہند سے پہلے اگر عملاً کوئی اقدام نہیں کیا تھا تو اس کی وجہ مواقع کا فقدان، اور ذرائع کی کمی بھی تھی اور

یہ وجہ بھی تھی کہ اس وقت کے نظام میں اس مقصد کے لئے کام کرنے میں بعض شرعی موانع تھے۔
قیامِ پاکستان کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے مواقع اور ذرائع دونوں فراہم کر دئے اور شرعی موانع کو دور کرنے کے امکانات بھی پیدا کر دئے تو جماعت نے اپنے لائحۂ عمل میں اس چوتھے جز کو بھی، جو اس کے نصب العین کا ایک لازمی تقاضا تھا، شامل کر لیا۔ اس میدان میں دس سال کی جدّوجہد کے بعد اب غیر دینی نظام کی حامی طاقتوں کے مقابلے میں دینی نظام کے حامیوں کی پیش قدمی ایک اہم مرحلے تک پہنچ چکی ہے۔ ملک کے دستور میں دینی نظام کے بنیادی اصول منوائے جا چکے ہیں۔ اور ان منوائے ہوئے اصولوں کو ملک کے نظام میں عملاً نافذ کرانے کا انحصار اب قیادت کی تبدیلی پر ہے۔ اس موقع پر ایک صالح قیادت بروئے کار لانے کے لئے صحیح طریق کار یہ ہے کہ اس لائحہ عمل کے چاروں اجزاء پر توازن کے ساتھ اس طرح کام کرتے ہوئے آگے بڑھا جائے، کہ ہر جز کا کام دوسرے جز کے لئے موجبِ تقویت ہو، اور جتنا کام پہلے تین اجزاء میں ہوتا جائے، اُسی نسبت سے ملک کے سیاسی نظام میں دینی نظام کے حامیوں کا نفوذ و اثر عملاً بڑھتا چلا جائے۔ مگر یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ توازن قائم نہ رہنے کو کسی وقت بھی اس لائحۂ عمل کے کسی جز کو ساقط، یا معطّل، یا موخّر کر دینے کے لئے دلیل نہ بنایا جا سکے گا۔

علاوہ بریں، چونکہ جماعت اسلامی اپنے دستور کی رو سے اپنے پیشِ نظر اصلاح و انقلاب کے لئے جمہوری اور آئینی طریقوں پر کام کرنے کی پابند ہے، اور پاکستان میں اس اصلاح و انقلاب کے عملاً رونما ہونے کا ایک ہی آئینی راستہ ہے، اور وہ ہے انتخابات کا راستہ۔ اس لئے جماعت اسلامی ملک کے انتخابات سے بے تعلق تو بہر حال نہیں رہ سکتی، خواہ وہ ان میں بلاواسطہ حصّہ لے یا بالواسطہ یا دونوں طرح رہا یہ امر کہ انتخابات میں کس وقت ان تینوں طریقوں میں سے کس طریقے سے حصّہ لیا جائے، اس کو جماعت اپنی مجلس شوریٰ پر چھوڑتی ہے تاکہ وہ ہر انتخاب کے موقع پر حالات کا جائزہ لے کر اس کا فیصلہ کرے۔

قرارداد پر رائے شماری

(سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اجتماع ارکان میں اس قرارداد کو پیش کر کے اس کی وضاحت میں ایک تقریر کی ۔ اس کے بعد اس قرارداد میں ترامیم، یا متبادل تجاویز پیش کرنے کی دعوت دی گئی ۔ چنانچہ ۴ متبادل قراردادیں، اور ۴ ترامیم آئیں۔ ایک متبادل قرارداد میں کہا گیا تھا کہ تقسیم ہند کے بعد سے جماعت کی ساری پالیسی غلط ہے اور نئے سرے سے مجلس شوریٰ کو غور کر کے پالیسی متعین کرنی چاہئے۔ اس قرارداد پر ارکانِ جماعت کی رائے شماری کی گئی اور اس کے حق میں صرف چار ووٹ آئے۔
دوسری متبادل قرارداد میں یہ کہا گیا تھا کہ جماعتِ اسلامی ۵ سال کے لئے انتخابات میں حصّہ نہ لے، اس قرارداد کے حق میں مجوّز نے تقریر بھی کی، لیکن رائے شماری سے قبل خود ہی انہوں نے اسے واپس لے لیا۔ تیسری متبادل قرارداد میں کہا گیا تھا کہ جماعت انتخابات میں حصّہ تو لے لیکن زیادہ سے زیادہ ۵ سیٹوں پر، اور صرف شہادتِ حق کی خاطر۔ اس قرارداد کی توضیح میں مجوّز نے تقریر کی، اور رائے شماری میں صرف ۱۸ ارکان نے حق میں ووٹ دیا۔ چوتھی متبادل قرارداد پیش کرنے سے قبل ہی مجوّز نے واپس لے لی۔ علاوہ ازیں جو چار ترامیم پیش کی گئیں اُن میں سے ایک ترمیم کے حق میں ۱۳۶ ووٹ آئے اور وہ مسترد ہو گئی، دوسری ترمیم مجوّز نے واپس لے لی، اور باقی دو ترامیم کو مجوّز نے بطور مشورہ پیش کر دیا، تاکہ اگر مولانا مودودی اپنی اصل قرارداد میں انہیں شامل کرنا چاہیں تو کر لیں۔ اس طرح تمام متبادل قراردادیں اور ترامیم، یا تو واپس لے لی گئیں، یا ارکان کی عظیم اکثریت نے انہیں مسترد کر دیا۔ آخر میں مولانا مودودی کی پیش کردہ قرارداد پر رائے شماری ہوئی، اور اس کے حق میں ۹۲۰ ووٹ آئے، اور خلاف صرف ۱۵ ووٹ)

(نوٹ) اس قرارداد میں جس لائحۂ عمل کا ذکر ہے، اسے صفحہ ۹ پر دیکھئے ۔ اور قرارداد کے پیراگراف نمبر ۳ میں جس پروگرام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسے اس کتاب کے صفحات ۱۵/۱۷/۲۰، ۲۱ پر ملاحظہ فرمائیے۔

جماعتِ اسلامی کا چار نکاتی لائحۂ عمل

(یہ ۱۹۵۱ء کے اجتماعِ کراچی میں پیش کیا گیا تھا)

۱- تطہیرِ افکار و تعمیرِ افکار

ایک طرف غیر اسلامی قدامت کے جنگل کو صاف کر کے اصلی اور حقیقی اسلام کی شاہراہِ مستقیم کو نمایاں کیا جائے، دوسری طرف مغربی علوم و فنون، اور نظامِ تہذیب و تمدن پر تنقید کر کے بتایا جائے کہ اس میں کیا کچھ غلط اور قابلِ ترک ہے اور کیا کچھ صحیح اور قابلِ اخذ' اور تیسری طرف وضاحت کے ساتھ یہ دکھایا جائے کہ اسلام کے اصولوں کو زمانۂ حال کے مسائل و معاملات پر منطبق کر کے ایک صالح تمدن کی تعمیر کس طرح ہو سکتی ہے اور اس میں ایک ایک شعبۂ زندگی کا نقشہ کیا ہو گا۔

۲- صالح افراد کی تلاش، تنظیم اور تربیت

ہم ان آبادیوں میں ان مردوں اور عورتوں کو ڈھونڈ رہے ہیں جو پرانی اور نئی خرابیوں سے پاک ہوں یا اب پاک ہونے کے لئے تیار ہوں، جن کے اندر اصلاح کا جذبہ موجود ہو، جو حق کو حق مان کر اس کے لئے وقت، مال اور محنت کی کچھ قربانی کرنے پر بھی آمادہ ہوں' خواہ وہ نئے تعلیم یافتہ ہوں یا پرانے' خواہ وہ عوام میں سے ہوں، یا خواص میں سے' خواہ وہ غریب ہوں یا امیر یا متوسط۔ ایسے لوگ جہاں کہیں بھی ہیں ہم انہیں گوشۂ عافیت سے نکال کر میدانِ سعی و عمل میں لانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے مقصد

طریق کار اور نظام جماعت کو قبول کرلیں تو انہیں اپنی جماعت کا رکن بنا لیتے ہیں، اور اگر وہ رکنیت کی شرائط پوری کئے بغیر صرف تائید اور اتفاق پر اکتفا کریں، تو ان کو اپنے حلقۂ متفقین میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جو ایک صالح عنصر بچا کھچا موجود ہے، مگر منتشر ہونے کی وجہ سے، یا جزوی اصلاح کی پراگندہ کوششیں کرنے کی وجہ سے کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر رہا ہے، اسے چھانٹ چھانٹ کر ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ اور ایک حکیمانہ پروگرام کے مطابق اس کو اصلاح و تعمیر کی منظّم سعی میں لگایا جائے۔

ہم صرف اس تنظیم ہی پر قناعت نہیں کر رہے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ ان منظم ہونے والوں کی ذہنی و اخلاقی تربیت کا بھی انتظام کر رہے ہیں، تاکہ ان کی فکر زیادہ سے زیادہ سلجھی ہوئی اور ان کی سیرت زیادہ سے زیادہ پاکیزہ، مضبوط اور قابل اعتماد ہو۔ ہمارے پیش نظر ابتدا سے یہ حقیقت ہے کہ اسلامی نظام محض کاغذی نقشوں اور زبانی دعووں کے بل پر قائم نہیں ہوسکتا۔ اس کے قیام اور نفاذ کا سارا انحصار اس پر ہے کہ آیا اس کی پشت پر تعمیری صلاحیتیں اور صالح انفرادی سیرتیں موجود ہیں یا نہیں۔ کاغذی نقشوں کی خامی تو اللہ کی توفیق سے علم اور تجربہ ہر وقت رفع کرسکتا ہے، لیکن صلاحیت اور صالحیت کا فقدان سرے سے کوئی عمارت اٹھا ہی نہیں سکتا، اور اٹھا بھی لے تو سہار نہیں سکتا۔[1]

۳۔ اجتماعی اصلاح کی سعی۔

اس میں سوسائٹی کے ہر طبقے کی اس کے حالات کے لحاظ سے اصلاح شامل ہے۔ اور اس کا دائرہ اتنا ہی وسیع ہوسکتا ہے جتنے کہ ہمارے ذرائع وسیع ہوں۔ ہم اپنے ارکان اور کارکن متفقین کو ان کی صلاحیتوں کے لحاظ سے مختلف حلقوں میں تقسیم کرتے ہیں، اور

---

[1] جو حضرات ہمارے تنظیم اور تربیت کے پروگرام کو سمجھنا چاہیں وہ ہماری روداد مجلس شوریٰ اپریل ۱۹۵۱ء اور ہمارا پمفلٹ جماعت اسلامی اس کا مقصد، تاریخ اور لائحۂ عمل ملاحظہ فرمائیں۔

ہر ایک کے سپرد وہ کام کرتے ہیں جس کے لئے وہ اہل تر ہو.............
....مگر سب کے سامنے ایک مقصد اور ایک اسکیم ہے جس کی طرف وہ قوم کے تمام طبقوں کو گھیر کر لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا متعین نصب العین یہ ہے کہ اس ذہنی، اخلاقی اور عملی انارکی کو ختم کیا جائے جو پرانے جمودی اور نئے انفعالی رجحانات کی وجہ سے ساری قوم میں پھیلی ہوئی ہے، اور عوام سے لے کر خواص تک سب میں صحیح اسلامی فکر، اسلامی سیرت، اور سچے مسلمانوں کی سی عملی زندگی پیدا کی جائے............

.............اس عمومی اصلاح کے پورے لائحۂ عمل کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جو شخص جس حلقے اور طبقے میں بھی کام کرے مسلسل اور منظم طریقے سے کرے اور اپنی سعی کو ایک نتیجے تک پہنچائے بغیر نہ چھوڑے۔ ہم اس کے قائل نہیں ہیں کہ ہوا کے پرندوں اور آندھی کے جھکڑوں کی طرح بیج پھینکتے چلے جائیں۔ اس کے برعکس ہم کسان کی طرح کام کرنا چاہتے ہیں جو ایک متعین رقبے کو لیتا ہے پھر زمین کی تیاری سے لے کر فصل کی کٹائی تک مسلسل کام کر کے اپنی محنتوں کو ایک نتیجہ تک پہنچا کر دم لیتا ہے پہلے طریقے سے جنگل پیدا ہوتے ہیں اور دوسرے طریقے سے باقاعدہ کھیتیاں تیار ہوا کرتی ہیں۔

۴۔ نظامِ حکومت کی اصلاح

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی کے موجودہ بگاڑ کو دور کرنے کی کوئی تدبیر بھی کامیاب نہیں ہو سکتی جب کہ اصلاح کی دوسری کوششوں کے ساتھ ساتھ نظامِ حکومت کو درست کرنے کی کوشش بھی نہ کی جائے۔ اس لئے کہ تعلیم اور قانون اور نظم و نسق اور تقسیمِ رزق کی طاقتوں کے بل پر جو بگاڑ اپنے اثرات پھیلا رہا ہو اس کے مقابلہ میں بناؤ اور سنوار کی وہ تدبیریں جو صرف وعظ اور تلقین اور تبلیغ کے ذرائع پر منحصر ہوں کبھی کارگر نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا اگر ہم فی الواقع اپنے ملک کے نظامِ زندگی کو فسق و ضلالت کی راہ سے ہٹا کر دینِ حق کی صراطِ مستقیم پر چلانا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ناگزیر ہے کہ بگاڑ کو مسندِ اقتدار

سے ہٹانے اور بناؤ کو اس کی جگہ متمکن کرنے کی براہِ راست کوشش کریں۔ ظاہر ہے کہ اگر اہلِ خیر و صلاح کے ہاتھ میں اقتدار ہو تو وہ تعلیم اور قانون اور نظم و نسق کی پالیسی کو تبدیل کر کے چند سال کے اندر وہ کچھ کر ڈالیں گے جو غیر سیاسی تدبیروں سے ایک صدی میں بھی نہیں ہو سکتا۔

یہ تبدیلی کس طرح ہو سکتی ہے؟ ایک جمہوری نظام میں اس کا راستہ صرف ایک ہے، اور وہ ہے انتخابی جد و جہد۔ رائے عام کی تربیت کی جائے، عوام الناس کے معیارِ انتخاب کو بدلا جائے۔ انتخاب کے طریقوں کی اصلاح کی جائے، اور پھر ایسے صالح لوگوں کو اقتدار کے مقام پر پہنچایا جائے جو ملک کے نظام کو خالص اسلام کی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہوں اور قابلیت بھی ــــــ

ــــــ ہماری تشخیص یہ ہے کہ اس ملک کے سیاسی نظام کی خرابیوں کا بنیادی سبب یہاں کے طریقِ انتخاب کی خرابی ہے۔ جب انتخاب کا موسم آتا ہے تو منصب و جاہ کے خواہشمند لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور دوڑ دھوپ کر کے، یا تو کسی پارٹی کا ٹکٹ حاصل کرتے ہیں یا آزاد امیدوار کی حیثیت سے اپنے لئے کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ اس کوشش میں وہ کسی اخلاق اور کسی ضابطے کے پابند نہیں ہوتے۔ کسی جھوٹ، کسی فریب، کسی چال، کسی دباؤ، اور کسی ناجائز سے ناجائز ہتھکنڈے کے استعمال میں بھی ان کو دریغ نہیں ہوتا۔ جسے لالچ دیا جا سکتا ہے اس کا ووٹ لالچ سے خریدتے ہیں جسے دھمکی سے مرعوب کیا جا سکتا ہے، اسے مرعوب کر کے ووٹ حاصل کرتے ہیں۔ جسے دھوکا دیا جا سکتا ہے اس کا ووٹ دھوکے سے لیتے ہیں۔ اور جس کے کسی تعصب سے اپیل کرنا ممکن ہوتا ہے اُس کا ووٹ تعصب کے نام پہ مانگتے ہیں۔ اس گندے کھیل کے میدان میں قوم کے شریف عناصر اوّل تو اترتے ہی نہیں، اور بھولے بھٹکے اگر وہ کبھی اتر بھی آتے ہیں تو پہلے ہی قدم پہ انہیں میدان چھوڑ دینا پڑتا ہے۔ مقابلہ صرف ان لوگوں کے درمیان رہ جاتا ہے جنہیں نہ

خدا کا خوف ہو، نہ خلق کی شرم۔ اور نہ کوئی بازی کھیل جانے میں کسی طرح کا باک۔ پھر ان میں سے کامیاب ہو کر وہ نکلتا ہے جو سب جھوٹوں کو جھوٹ میں اور سب چالبازوں کو چالبازی میں شکست دے دے۔ رائے دینے والی پبلک جس کے ووٹوں سے یہ لوگ کامیاب ہوتے ہیں نہ اصولوں کو جانچتی ہے، نہ پروگراموں کو پرکھتی ہے، نہ سیرتوں اور صلاحیتوں کو دیکھتی ہے اس سے جو بھی زیادہ ووٹ جھپٹ لے جائے وہ بازی جیت لیتا ہے — — — —

— — — ہر شخص جو کچھ بھی عقل رکھتا ہے، ان حالات کو دیکھ کر خود یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ جب تک یہ طریق انتخاب جاری ہے، کبھی قوم کے شریف اور نیک اور ایمان دار آدمیوں کے ابھرنے کا امکان ہی نہیں ہے۔ اس طریقے کا تو مزاج ہی ایسا ہے کہ قوم کے بدتر سے بدتر عناصر چھٹ کر سطح پر آئیں اور جس بداخلاقی و بدکرداری سے وہ انتخاب جیتتے ہیں اسی کی بنیاد پر وہ ملک کا انتظام چلائیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس طریقے کو بدلا جائے اور اسکی جگہ ایک بہتر طریقے کو رواج دیا جائے۔

— — — — — — — اس جدوجہد میں حصّہ لینے والے تمام کارکنوں پر، خواہ وہ جماعت کے ارکان ہوں یا پنچایتوں کے کارکن، یہ لازم کیا جاتا ہے کہ وہ اخلاق کے حدود اور انتخابی ضوابط کی پوری پابندی کریں گے۔ کسی تعصب کے نام پر اپیل نہ کریں گے، کسی کے جواب میں بھی جھوٹ اور بہتان تراشی اور چالبازیوں سے کام نہ لیں گے، کسی کی رائے روپے سے خریدنے یا دباؤ سے حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں گے، کوئی جعلی ووٹ نہ بھگتائیں گے، اور خواہ جیتیں یا ہاریں، بہرحال شروع سے آخر تک پوری انتخابی جنگ صداقت اور دیانت کے ساتھ بالکل بااصول طریقہ سے لڑیں گے۔

— — — ہمیں اطمینان ہے کہ ہم اس طریقے سے مسلسل کام کر کے اپنے ملک کی پبلک کو بتدریج چند سال کے اندر کافی تربیت دے سکیں گے اور ہر نئے انتخاب کے موقع پر خود بخود پیمائش ہوتی چلی جائے گی کہ اس تربیت کے اثرات کو

پبلک نے کس حد تک قبول کیا۔ ہو سکتا ہے کہ نظام حکومت کی واقعی تبدیلی میں پچیس سال صرف ہو جائیں، یا اس سے بھی زیادہ۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ تبدیلی کا صحیح راستہ یہی ہے اور جو تبدیلی اس طریقے سے ہوگی وہ انشاءاللہ پائدار اور مستحکم ہوگی۔

(ماخوذ از "مسلمانوں کا ماضی وحال اور مستقبل کے لئے لائحہ عمل")

از سید ابوالاعلیٰ مودودی

جماعت کی اندرونی اصلاح کا پروگرام

۱۔ تمام مقامی جماعتیں اس امر کا خاص اہتمام کریں کہ اگر ان کے ارکان اور رفقائے جماعت کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو اسے ہرگز پرورش نہ پانے دیا جائے بلکہ علم میں آتے ہی فوراً اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

۲۔ جس حلقہ کی کسی ماتحت جماعت میں کوئی خرابی رونما ہو اس کے نظم کو جلدی سے جلدی خود اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، اور اگر اس کو کسی بیرونی مدد کی ضرورت ہو تو ضلع اور حلقے کے نظم سے مدد طلب کرنی چاہیے۔

۳۔ ہر حلقہ کی جماعت اپنے حلقے کے عمدہ کارکنوں کی ایک ٹیم مقرر کرلے جس سے بوقت ضرورت اصلاح حال اور کمزور علاقوں میں کام کو آگے بڑھانے کے لئے کام لیا جائے۔

۴۔ جہاں کسی حلقے کے نظم کی حالت خود قابلِ اصلاح ہو وہاں مرکز کی ہدایات کے ماتحت اصلاحِ حال کے لئے باہر سے کارکن بھیجے جائیں جو حالات کا مطالعہ کرکے خرابی کے اسباب متعین اور اصلاح کی تدابیر تجویز کریں اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی صورتیں اختیار کریں۔ اس غرض کے لئے ایک مرکزی ٹیم بھی مقرر کی جائے جس کے ارکان جہاں بھی اس طرح کی کوئی ضرورت پیش آئے بروقت بھیج دئے جائیں، اور انہیں اصلاح حال کے لئے تمام مناسب اقدام کرنے کا

پورا اختیار ہو۔

۵۔ جماعت کے اندر خرابیوں کے در آنے کی ایک بڑی وجہ محاسبہ کی کمی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ مقامی، ضلعی اور حلقوں کے ہفتہ وار، سہ ماہی اور ششماہی اجتماعات پابندی کے ساتھ منعقد کئے جائیں اور ان میں ارکان کی اخلاقی و دینی حالت، ان کے معاملات، اور جماعت کے نظم میں ان کے طرزِ عمل کا اچھی طرح سے محاسبہ کیا جاتا رہے۔ اور اگر کوئی کارکن اصلاح کی تمام کوششوں کے باوجود درست نہ ہو تو جماعت سے اس کے اخراج کی کارروائی میں بے جا تامل سے کام نہ لیا جائے۔

۶۔ کارکنوں کی تربیت کے لئے تربیت گاہیں خاص اہتمام کے ساتھ برابر قائم کی جاتی رہیں اور تربیت گاہوں کے اختتام کے بعد بھی اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ کارکنانِ جماعت قرآن و حدیث اور دینی لٹریچر کا برابر مطالعہ کرتے رہیں۔ تربیت کے طریقے میں اب تک کے تجربات کو ملحوظ رکھ کر جن اصلاحات کی ضرورت محسوس کی جائے وہ مختلف حلقوں کی مجالسِ شوریٰ کی طرف سے ۱۵۔ اپریل ۱۹۵۷ء تک مرکز میں بھیج دی جائیں، تاکہ مرکزی مجلسِ شوریٰ ان پر غور کر کے تربیت کا ایک بہتر نظام تجویز کر سکے۔

۷۔ مشرقی پاکستان کے کارکنوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ کی جائے اور اس حد تک انہیں تیار کر دیا جائے کہ وہ اپنے علاقے میں تربیت کا کام خود سنبھال سکیں۔

علمی و فکری میدان میں کام کا پروگرام

مرکزِ جماعت سے متعلق کام:

۱۔ جماعت کا تمام ضروری لٹریچر ۱۹۵۸ء کے اختتام تک انگریزی میں منتقل کر دیا جائے۔

۲۔ علمی تحقیقات کی تربیت کا ایک ادارہ قائم کیا جائے، اور جب تک ایسا ادارہ قائم نہ ہو سکے، اس وقت تک جماعت کے ان کارکنوں سے جو اچھی علمی صلاحیتیں رکھتے ہوں، مختلف شعبوں میں کام لینے کی کوشش کی جائے۔ اور ایسے کارکنوں پر جماعت کی دوسری سرگرمیوں کا بار نہ ڈالا جائے۔

۳۔ ایک ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو اسلام سے متعلق ضروری کتابیں اردو میں منتقل کرے۔

۴۔ خواتین کے لئے ایک ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو تعلیم و تربیت کا کام بھی کرے اور اسی کا ایک شعبہ خواتین کے لئے لٹریچر بھی تیار کرے۔

۵۔ مسئلہ قومیت، پردہ، تنقیحات، دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار، سود حصہ اول و دوم، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، اور تفہیم القرآن جلد اول و دوم کو ۱۹۵۸ء کے آخر تک لازماً بنگلہ میں منتقل کر کے شائع کر دیا جائے (ان میں سے بعض کتابیں زیرِ تکمیل ہیں اور تفہیم القرآن کا ترجمہ بالاقساط ہفتہ وار جرید ہ کھلنا میں شائع ہو رہا ہے)

۶۔ ترجمان القرآن کا بنگلہ ایڈیشن ڈھاکہ سے شائع کیا جائے (اسردست "جہانِ نو" کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار ڈھاکہ سے جاری کر دیا گیا ہے)

۷۔ ایک ایسا دار العلوم قائم کیا جائے جس میں ضروری ترمیم اور علوم جدیدہ کے ضروری اضافے کے ساتھ درسِ نظامی کی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا انتظام ہو
(اس دار العلوم کا افتتاح ۱۶۔ شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۷۔ مئی ۱۹۵۶ء کو ڈیپر، ضلع حیدرآباد میں کر دیا گیا ہے)

ماتحت نظم سے متعلق کام:

۸۔ جہاں جہاں حالات سازگار ہوں، ایسے پرائمری اسکول قائم کیے جائیں جن میں محکمہ تعلیم کے مقرر کردہ نصاب کے ساتھ دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا عمدہ انتظام ہو۔
(اس طرح کے مدارس لاہور، لائل پور اور کوئٹہ میں اس وقت چل رہے ہیں)

۹۔ ۱۹۵۸ء کے آخر تک مغربی پاکستان میں دار المطالعوں کی تعداد پانچ سو تک بڑھا دی جائے۔
۵۸ء کے اختتام تک دار المطالعوں کی تعداد حسب ذیل نقشے کے مطابق بڑھ جانی چاہیے۔

جماعت کے تنظیمی حلقوں کے نام	دار المطالعوں کی مطلوبہ تعداد	جماعت کے تنظیمی حلقوں کے نام	دار المطالعوں کی مطلوبہ تعداد
مشرقی پاکستان	۹۰	اوکاڑہ	۱۲
کوئٹہ	۷	لاہور	۳۶
کراچی	۴۲	سیالکوٹ	۴۲
حیدرآباد	۴۳	لائل پور	۳۶
سکھر	۲۸	راولپنڈی	۶۸
بہاول پور	۶۳	پشاور	۴۳
ملتان	۴۲	ی	ی

نوٹ:- واضح رہے کہ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۵۶ء تک ملک بھر میں جماعت اسلامی کے تحت ۲۴۴ دار المطالعے قائم ہو چکے ہیں۔

۱۰- تعلیم بالغاں کے لئے جگہ جگہ مراکز قائم کئے جائیں۔ تعلیم یافتہ ارکان اور متفقین سے اس کام کے لئے وقت لیا جائے اور ۱۹۵۸ء کے اختتام تک کم از کم پچیس ہزار ناخواندہ آدمیوں کو خواندہ بنایا جائے۔ خواندگی کا کم سے کم معیار یہ ہونا چاہئے کہ آدمی اردو لکھ پڑھ سکے، قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کے قابل ہو جائے، اور قرآن مجید کی کم از کم ان سورتوں کا ترجمہ سیکھ لے جو بالعموم نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ یہ کوشش بھی کی جائے کہ ان بالغ طالب علموں کی دینی و اخلاقی حالت عملاً درست ہو اور ان میں اپنے گرد و پیش کے معاشرے کی اصلاح کے لئے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ [تعلیم بالغاں کے سلسلے میں رہنمائی اور مفصل طریق کار تجویز کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی، اس کی رپورٹ تمام جماعتوں کو آغاز کار کے لئے بھیجی جا چکی ہے۔ کئی مقامات پر تعلیم بالغان کے مراکز قائم بھی ہو چکے ہیں۔]

حسب ذیل نقشہ کے مطابق بالغوں کو خواندہ بنانا ہے۔

جماعت کے تنظیمی حلقوں کے نام	تعداد بالغان جنہیں خواندہ بنانا ہے	جماعت کے تنظیمی حلقوں کے نام	تعداد بالغان جنہیں خواندہ بنانا ہے
کوئٹہ	۲۷۲	اوکاڑہ	۱۴۲۲
کراچی	۳۱۸۸	لاہور	۱۹۳۲
حیدرآباد	۹۹۰	لائل پور	۳۲۲۰
سکھر	۲۱۰۵	سیالکوٹ	۱۴۵۷
بہاولپور	۲۱۰۶	راولپنڈی	۲۲۰۰
ملتان	۲۸۲۲	پشاور	۲۹۸۶

توسیعِ جماعت کا پروگرام

سنہ ۱۹۵۸ء کے آخر تک مغربی پاکستان میں جماعت اسلامی کے متفقین کی تعداد چالیس ہزار تک اور مشرقی پاکستان میں دس ہزار تک پہنچا دی جائے

متفقین کی تعداد حسب ذیل نقشے کے مطابق بڑھائی جائے:

جماعت کے تنظیمی حلقوں کے نام	متفقین کی مطلوبہ تعداد	جماعت کے تنظیمی حلقوں کے نام	متفقین کی مطلوبہ تعداد
مشرقی پاکستان	۱۰۰۰۰	ملتان	۴۴۹۰
کوئٹہ	۳۹۰	اوکاڑہ	۲۵۳۰
کراچی	۵۲۷۰	لاہور	۳۰۲۵
حیدر آباد	۱۶۰۵	لائل پور	۴۹۵۰
سکھر	۲۳۱۰	سیالکوٹ	۲۳۸۵
بہاول پور	۳۴۵۵	راولپنڈی	۴۴۹۰
پشاور	۴۱۰۰	..	..

اصلاح معاشرہ کا پروگرام

تمام جماعتوں، حلقہ ہائے متفقین اور دوسرے کارکنانِ جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے حالات اور وسائل کے مطابق حسب ذیل قسم کے کاموں کو اپنے ہاں زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کریں۔

۱۔ جماعت کی بنیادی دعوت کو وسیع پیمانے پر پھیلانا:

اس سلسلے میں تمام کارکنوں کو یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ جماعت اسلامی کا اصل کام، جس پر تمام دوسری سرگرمیوں کی بنا قائم ہوتی ہے، عوام الناس کو اطاعتِ خدا و رسول کی طرف بلانا، آخرت کی بازپرس کا احساس دلانا، خیر و صلاح اور تقویٰ کی تلقین کرنا، اور اسلام کی حقیقت سمجھانا ہے۔ یہ کام لٹریچر، تقریر، تعلیم، زبانی گفتگو، اور تمام دوسرے ممکن ذرائع سے وسیع پیمانے پر ہونا چاہیئے۔

۲۔ مساجد کی اصلاحِ حال:

اس میں مساجد کی تعمیر، ان کی مرمت، ان کے لئے فرش، پانی اور دوسری ضروریات اور آسائشوں کی فراہمی نیز اذان، نماز باجماعت، امام، درس و تدریس، اور خطباتِ جمعہ وغیرہ جملہ امور کا اطمینان بخش انتظام شامل ہے۔ اگر لوگ مسجد کی اہمیت اور اس کے مقام کو سمجھیں تو بستی اور محلہ میں مسجد سے زیادہ دل کش جگہ اور کوئی نہیں ہونی چاہیئے۔

۳- عوام میں علم دین پھیلانا

ظاہر ہے کہ دین کے علم کے بغیر آدمی دین کی راہ پر نہیں چل سکتا۔ اگر اتفاق سے چل رہا ہے تو اس کے ہر آن بھٹک جانے کا اندیشہ ہے۔ اگر لوگ نہ دین کو جانیں اور نہ اس پر چلیں تو اسلامی نظام کا خواب کبھی حقیقت کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اس لئے دین خود بھی سیکھئے اور دوسروں کو بھی سکھانے کا انتظام کیجئے۔ دوسروں تک اسے پہنچانے کے لئے گفتگوؤں، مذاکرات، تقاریر، خطبات، درس، اجتماعی مطالعہ، تعلیم بالغان، دار المطالعوں اور اسلامی لٹریچر کی عام اشاعت اور تقسیم کو ذریعہ بنایئے۔ یاد رکھئے کہ دین کا علم پھیلانا ان کاموں میں سے ہے جو صدقۂ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۴- غنڈہ گردی کے مقابلہ میں لوگوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرنا عام طور پر لوگوں کو ظلم و ستم سے بچانا۔ شہریوں کے اندر اخلاقی فرائض اور ذمہ داریوں کے احساس کو بیدار کر کے ان کی ادائیگی پر ان کو آمادہ کرنا اور شہروں اور دیہات کی اخلاقی حالت کو درست کرنا

صدیوں کے انحطاط کے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں اب بدی اور بدکاری منظم، بے باک، جری اور ایک دوسری کی پشت پناہ بن چکی ہے۔ اور نیکی اور شرافت اب انتشار، پست ہمتی، بزدلی اور کمزوری کے ہم معنی ہو کے رہ گئی ہے۔ اس صورت حال کو پھر سے بدلنا ہے اور نیکی اور شرافت کو منظم، بے باک اور نڈر بنا کر اسے معاشرے کے ہر گوشہ میں حکمران طاقت کی حیثیت دینا ہے۔

۵- سرکاری محکموں اور اداروں سے عام لوگوں کی شکایات رفع کرانے میں ان کی امداد کرنا۔ اور داد رسی حاصل کرنے میں ان کی رہنمائی کرنا۔

۶- بستی کے یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور غریب طالب علموں کی فہرستیں تیار کرنا اور جن جن طریقوں سے ممکن ہو ان کی مدد کرنا۔

اس غرض کے لئے زکوٰۃ، عشر اور صدقات کی رقوم کی تنظیم اور بیت المال کے ذریعے ان کی تحصیل اور تقسیم کا انتظام کرنا چاہئے۔

۷۔ دیہات اور محلوں میں تعلیم بالغاں کے مراکز اور دارالمطالعوں کا قیام اور عام لوگوں میں ان سے استفادہ کا شوق پیدا کرنا۔

۸۔ فواحش کی روک تھام اور ان کے خلاف عوامی ضمیر اور احساس شرافت کو بیدار کرنا۔

فواحش کے سلسلے میں کسی ایک ہی گوشے پر نظر محدود نہیں کر دینی چاہئے بلکہ اس کے تمام سرچشموں پر نگاہ رکھنی چاہئے مثلاً:-

۱۔ قحبہ خانے ۲۔ شراب کی دکانات ۳۔ سینما کی پبلسٹی ۴۔ دکانوں پر عریاں تصاویر کے سائن بورڈ ۵۔ فورنگ سینما اور تھیٹریکل کمپنیاں ۶۔ مخلوط تعلیم ۷۔ اخبارات میں فحش اشتہارات اور فلمی مضامین ۸۔ ریڈیو پر فحش گانوں کے پروگرام ۹۔ دکانوں اور ہوٹلوں پر فحش گانوں کا ریکارڈنگ ۱۰۔ قمار بازی کے اڈے ۱۱۔ رقص کی مجالس ۱۲۔ فحش لٹریچر اور عریاں تصاویر اور جنسی رسائل ۱۳۔ آرٹ اور کلچر کے نام سے بے حیائی پھیلانے والی سرگرمیاں ۱۴۔ مینا بازار ۱۵۔ عورتوں میں روز افزوں بے پردگی کی وبا۔

۹۔ رشوت، خیانت اور سفارش کی لعنت کے خلاف رائے عام کو منظم کرنا اور سرکاری حکام اور ماتحت کارکنوں میں خدا ترسی، فرض شناسی اور آخرت کی جواب دہی کا احساس بیدار کرنے کی کوشش کرنا۔

اس غرض کے لئے ان حلقوں میں "اسلامی ریاست میں کارکنوں کی ذمہ داریاں اور اوصاف"* کی عام اشاعت کی جائے۔ اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ

---

* اس کتاب کا ایک سستا ایڈیشن طبع کیا جا رہا ہے تاکہ اسے وسیع پیمانہ پر پھیلایا جا سکے

عدالتوں، تھانوں اور دوسرے سرکاری دفاتر میں قرآن مجید اور حدیث شریف اور اسلامی لٹریچر میں سے مناسب حال آیات، احادیث اور عبارتیں کتبوں کی شکل میں آویزاں کی جائیں۔

۱۰۔ مذہبی جھگڑوں اور تفرقہ انگیزی کا انسداد

اس کے لئے مختلف جماعتوں کے مذہبی پیشواؤں سے ملاقاتیں کر کے ان کو اس کے برے نتائج سے باخبر کیا جائے۔ کہ یہ چیز کس طرح اس ملک سے اسلام کی جڑیں اکھاڑ دینے والی ہے اور اسے کس طرح ملک کے ذہین طبقہ کے اندر علماء اور مذہب کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے مخالف اسلام عناصر کی طرف سے استعمال کیا جا رہا ہے نیز عام پبلک کو بھی مناسب مواقع پر اس کے نتائج سے باخبر کیا جائے اور ان سے اپیل کی جائے کہ وہ اس قسم کے فتنوں کی سرپرستی سے بالکل کنارہ کش رہیں۔

۱۱۔ بستی کے عام لوگوں کے تعاون سے صفائی اور حفظان صحت کی کوشش کرنا:

اگر لوگ صحت وصفائی کے سلسلے میں معمولی احتیاط بھی برتنا شروع کر دیں تو وہ بہت سی وباؤں اور بیماریوں سے اپنے آپ کو اور دوسرے شہریوں کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اور بہت سی احتیاطیں اور تدابیر ایسی ہیں جن پر یا تو کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا، یا بہت معمولی خرچ ہوتا ہے۔ جماعت کے کارکنوں کو چاہئے کہ اس سلسلے میں بھی عوام کی اصلاح و تربیت کریں۔ اس بارے میں ضروری رہنمائی کے لئے وہ ناظم شعبۂ خدمتِ خلق جماعت اسلامی پاکستان (معرفت جماعت اسلامی کراچی) اور اپنے ضلع کے ہیلتھ آفیسر صاحب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

اس پروگرام کے مطابق کام کرتے ہوئے جماعت کے کارکنوں کو یہ بات نگاہ میں رکھنی چاہئے کہ ہمیں ہر گوشۂ زندگی میں اسلام کے مطابق پورے معاشرے کی اصلاح کرنی ہے اور اسی پروگرام کو بتدریج

ہمہ گیر اِصلاح کا پروگرام بنا دینا ہے۔ کارکنوں کو اس امر کی کوشش بھی کرنی چاہیئے کہ وہ اصلاحِ معاشرہ کے اس کام میں اپنے اپنے علاقوں کے تمام اسلام پسند اور اصلاح پسند عناصر کا تعاون حاصل کریں۔ اور جو کوئی جس حد تک بھی ساتھ دے سکتا ہو اسے اس عام بھلائی کی خدمت میں شریک کریں۔



دستورِ پاکستان کی اسلامی دفعات اور لاء کمیشن

جماعتِ اسلامی پاکستان کے ارکان کا یہ اجتماعِ عام اس بات پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ ملک کا نیا دستور بنے ہوئے ایک سال گزر چکا ہے اور ابھی تک حکومت نے اس کے رہنما اصولوں، اور اس کی اسلامی دفعات کے تقاضے پورے کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ہے۔ دستور کی دفعہ ۲۳ میں کہا گیا تھا کہ ریاست پاکستان اپنی پالیسی ان اصولوں کی رہنمائی میں بنائے گی جو اس دستور کے حصہ سوم میں درج کئے گئے ہیں۔ ان اصولوں میں ریاست کے جو فرائض گنائے گئے تھے ان میں سے چند نمایاں فرائض یہ تھے:۔

۱۔ مسلمانوں کو اس قابل بنانا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو قرآن و سُنّت کے مطابق درست کریں۔

۲۔ اس امر کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا کہ مسلمان قرآن و سنّت کی روشنی میں زندگی کے معنی سمجھ سکیں۔

۳۔ قرآن کی تعلیم کو لازمی کر دینا۔

۴۔ اسلامی معیاراتِ اخلاق کی پیروی کو ترقی دینا۔

۵۔ زکوٰۃ، اوقاف اور مساجد کا مناسب انتظام کرنا۔

۶۔ قحبہ گری، قمار بازی اور شراب نوشی کو روکنا، اور ربوٰا کا انسداد کرنا۔

٧- سرکاری ملازموں کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ تنخواہوں کے درمیان تفاوت کو معقول حد تک کم کر دینا۔

٨- ایسے تمام لوگوں کو زندگ [illegible] ادی ضروریات (غذا، لباس، مکان، تعلیم اور طبی امداد) بہم پہنچا [illegible] ر اپنی روزی کمانے کے قابل نہ ہوں۔

اور

٩- باشندوں کو ملک کے دفاع میں حصّہ لینے

لیکن پچھلے ایک سال میں ان فرائض میں سے کسی ایک کی طرف بھی کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا ہے، بلکہ حکومت کے ارادوں میں بھی ان کا کوئی تذکرہ تک نہیں سنا گیا ہے۔ البتہ ایسے اقدامات کا سلسلہ برابر جاری ہے، جو بالکل ان کے برعکس سمت میں ہیں۔

دستور کی دفعہ ١٩٧ میں علومِ اسلامیہ کی تحقیقات اور اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک ادارہ قائم کرنا بھی لازم کیا گیا تھا، مگر اس کے لئے بھی اس وقت تک کوئی عملی قدم اٹھانا تو درکنار، ابتدائی نقشۂ کار سوچنے تک کا کام نہیں کیا گیا ہے۔

دفعہ ١٩٨ میں مُلک کے سابق قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنے اور آئندہ کی قانون سازی کو قرآن و سنت کی ہدایات کا پابند بنانے کا فیصلہ ایک کمیشن کی تشکیل پر معلق کیا گیا تھا، جسے دستور کی منظوری کے بعد ایک سال کے اندر بنا دینا چاہئے تھا۔ دستور کی اس دفعہ میں یہ لازم نہیں کیا گیا تھا کہ ضرور ایک سال گزار کر ہی کمیشن کی تشکیل کی جائے۔ یہ کام دستور کی منظوری کے بعد دوسرے دن بھی کیا جا سکتا تھا، اور اگر ایسا کیا جاتا، تو اِس وقت تک بہت سا کام ہو چکا ہوتا۔ مگر ہمارے حکمران اس بات کے منتظر رہے ہیں

کہ پورا سال گزار کر میعادِ مقررہ کی آخری تاریخ پر یہ فریضہ انجام دیں۔ اس سے یہ افسوس ناک تصویر ہمارے سامنے آتی ہے کہ دستور کی اسلامی دفعات پر کس ذہنیت کے ساتھ عمل کیا جا رہا ہے۔

اب یہ سننے میں آ رہا ہے کہ عنقریب یہ کمیشن مقرر کیا جانے والا ہے۔ اس موقع پر یہ اجتماع اس امر کو واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ دستور کی دفعہ ۱۹۸ وہ اصل دفعہ ہے جس پر ریاست کی اسلامی نوعیت کے عملاً بروئے کار آنے کا دار ومدار ہے، اور اس دفعہ پر عملدر آمد ہونے کا سارا انحصار اس کمیشن کی صحیح یا غلط تشکیل پر ہے۔ اگر اس کمیشن میں ایسے لوگ جان بوجھ کر شامل کئے گئے جو دنیا کو مذہبی اختلافات کا تماشا دکھا کر یہاں اسلامی شریعت کے نفاذ کا خواب پریشان کر سکیں، یا اس کی ترکیب ایسے لوگوں سے کی گئی جو مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ روایات سے ہٹ کر اپنے مزعومات کے مطابق ایک نیا اسلام تصنیف کرنے کی وہ اُپج دکھائیں جس کا ایک نمونہ عائلی کمیشن نے پیش کیا ہے، تو یہ اس بات کا صریح ثبوت ہوگا کہ دستور کی اس دفعہ پر نیک نیتی کے ساتھ عمل نہیں کیا جا رہا ہے، اور اس صورت میں یہ ضروری ہو جائے گا کہ مسلمانوں کی دینی جماعتیں باہمی مشاورت اور تعاون کے ساتھ خود ایک ایسی مجلس قائم کریں جو موجودہ قوانین میں اسلامی نقطۂ نظر سے ضروری اصلاحات تجویز کرے، اور آئندہ کی قانون سازی کے لئے اسلامی احکام کا ایک مستند مجموعہ مرتب کر دے۔ البتہ اگر یہ کمیشن ایسے اہلِ علم پر مشتمل ہو جن کی دیانت اور علومِ دینی سے واقفیت، اور اجرائے قانونِ اسلامی کے لئے جن کی نیک نیتی مسلمانانِ پاکستان کے لئے قابلِ اعتماد ہو، اور جن سے یہ توقع کی جا سکے کہ وہ اس کام کو مسلمانوں کی مسلّم روایات کے مطابق صحیح طریقے سے انجام دیں گے، تو یہ اجتماع اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ملک کی تمام دینی جماعتوں کی طرف سے اس کو اپنا فرض انجام دینے میں پورا تعاون حاصل ہوگا۔

مسئلۂ کشمیر

جماعتِ اسلامی پاکستان کا یہ اجتماعِ عام اس بے اصولی، بدعہدی اور بداخلاقی کی سخت مذمت کرتا ہے جو کشمیر کے معاملے میں بھارت کی حکومت نے ساری دنیا کے سامنے اختیار کی ہے۔ سابق متحدہ ہندوستان کی تقسیم جس بنیاد پر ہوئی تھی اس کا یہ فطری تقاضا تھا کہ کشمیر پاکستان میں شامل ہو، اور بھارت کو اسے اپنے ساتھ ملانے سے خود اجتناب کرنا چاہئے تھا، اگر اس نے تقسیم کی اس بنیاد کو راستبازی کے ساتھ قبول کیا تھا۔ لیکن بھارت نے اس سے دانستہ انحراف کر کے کشمیر اور حیدرآباد دونوں کو بیک وقت ہضم کرنے کی کوشش کی، اور دونوں کے معاملے میں دو بالکل متضاد اصولوں کا سہارا لیا۔ پھر کشمیر پر قبضہ کرتے وقت اس نے خود اعلان کیا تھا کہ بھارت کے ساتھ اس ریاست کے الحاق یا عدمِ الحاق کا آخری فیصلہ باشندگانِ کشمیر سے استصوابِ رائے کرانے پر موقوف ہوگا، اور اسی چیز کا اقرار وہ برسوں تک مسلسل اقوامِ متحدہ، اور پاکستان سے بھی کرتا رہا۔ لیکن دس سال تک استصواب کو ہر ممکن بہانے سے ٹالتے رہنے کے بعد اب وہ اپنے ہی کئے ہوئے وعدوں، اور بین الاقوامی عہد و پیمان سے صاف مکر گیا ہے۔ وہ کشمیر میں استصواب سے اس لئے بچنا چاہتا ہے کہ اسے کشمیریوں کی رائے کا خود علم ہے۔ وہ اہلِ کشمیر کے حقِ خوداختیاری کو جبر و ظلم سے دبا کر ان کے ملک پر زبردستی قابض رہنے کے لئے وہ سارے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے جو ملک گیری کی ہوس رکھنے والی

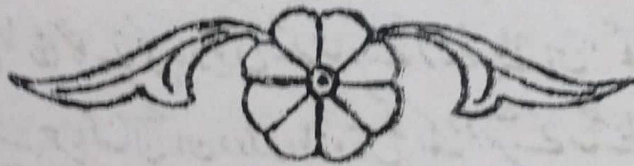
استعماری طاقتیں ہمیشہ سے استعمال کرتی رہی ہیں، اور جن کی مذمت کرنے میں بھارت کے سیاسی لیڈر دنیا بھر سے بازی لے جانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، اس نے اس معاملے میں سلامتی کونسل کے فیصلے کو ماننے سے علانیہ انکار کر کے دنیا کی تمام کمزور قوموں کے مستقبل کو خطرے میں ڈال دیا ہے، اور اقوامِ متحدہ کے اس اخلاقی اثر کو سخت صدمہ پہنچا دیا ہے جس پر طاقت ور قوموں کے مقابلے میں کمزور قوموں کے تحفظ کی ضمانت کا بہت بڑی حد تک انحصار ہے۔ یہ روش اختیار کر کے بھارت نے اپنی اخلاقی ساکھ ختم کر دی ہے، اور اپنے آپ کو ناقابلِ اعتماد ثابت کر دیا ہے۔ اب یہ سلامتی کونسل اور اقوامِ متحدہ کا فرض ہے کہ اس کو حق اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے پر اسی طرح مجبور کریں جس طرح سویز کے معاملے میں برطانیہ اور فرانس کو مجبور کیا گیا ہے۔

یہ اجتماع روس اور چین کے اس رویئے کی بھی مذمت کرتا ہے جو انہوں نے کشمیر کے معاملے میں اختیار کیا ہے۔ ان کے طرزِ عمل سے یہ بات بالکل عیاں ہو گئی ہے کہ وہ کمزور قوموں کے حقوق کی حمایت، اور انصاف کے اصولوں کی وکالت کے جو دعوے کرتے ہیں وہ محض دھوکا اور فریب ہیں۔ ان کے لئے اصل چیز ان کی اپنی قومی اغراض ہیں۔ ان اغراض کی خاطر جس کی دوستی وہ خریدنا چاہتے ہیں اس کے لئے ان کے پاس کچھ اور اصول ہیں، اور جس کی دوستی خریدنے میں وہ ناکام ہو جاتے ہیں اس کے کچھ دوسرے اصول۔ ایسی خود غرض طاقتوں کا یہ منہ نہیں ہے کہ وہ اخلاق اور انصاف، اور جمہوریت کا نام لیں۔

یہ اجتماع اس موقع پر یہ بات واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ جماعت اسلامی کوئی قوم پرست جماعت نہیں ہے، اس کا مسلک یہ نہیں ہے کہ اپنی قوم خواہ حق پر ہو، یا ناحق پر، اس کا ساتھ بہرحال دیا جائے۔ وہ کشمیر کے معاملہ میں پاکستان کے

متحدہ کی حمایت اس لئے کر رہی ہے کہ اسے اس مسئلے میں پاکستان کے بالکل برسرِ حق اور بھارت کے بالکل برسرِ باطل ہونے کا یقین ہے۔

یہ اجتماع اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ کشمیر کے باشندوں کو ان کا حق خود اختیاری دلوانے کے لئے حکومتِ پاکستان کو صرف اقوام متحدہ پر بھروسہ نہیں کر لینا چاہیئے، بلکہ ملک کی اخلاقی و مادی طاقت کو مضبوط کر کے اس کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے کہ اگر اقوام متحدہ ان مظلوموں کو ان کا یہ حق نہ دلوا سکے، تو ہم اپنی طاقت سے ان کو دلوائیں۔ اس سلسلے میں جو قربانی بھی مطلوب ہوگی جماعت اسلامی کے ارکان و متفقین اس میں قطعاً کوئی دریغ نہ کریں گے۔



مشرقی و مغربی پاکستان کا اسلامی رشتہ

ارکان جماعت اسلامی پاکستان کا یہ اجتماع عام حکومت پاکستان کے اس عجیب و غریب طرز عمل پر سخت افسوس کا اظہار کرتا ہے جو اس نے مشرقی اور مغربی پاکستان کو ایک مملکت میں منسلک رکھنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ ایک طرف ان دو خطوں میں دو الگ طریق انتخاب اختیار کئے جاتے ہیں، جو ان میں قومیت کے دو الگ تصور پیدا کرتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے سے دور لے جاتے ہیں۔ دوسری طرف انہیں قریب لانے اور باہم جوڑنے کے لئے آرٹ اور کلچر کے نام سے ان کے درمیان ناچ گانے کی پارٹیوں کے تبادلے کرائے جاتے ہیں، گویا ہمارے حکمرانوں کے نزدیک یہ ہے وہ رشتہ جو پاکستان کے ان دونوں بازوؤں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے والا ہے۔ حالانکہ وہ اصل چیز جو پاکستان کے وجود میں آنے کا سبب بنی ہے، اور جو ایک ہزار میل کے بُعد کے باوجود مشرقی اور مغربی پاکستان کے لوگوں کو ایک دوسرے سے جوڑتی ہے وہ صرف اسلام ہے۔ اس اصل اور حقیقی رشتے کو نظر انداز یا کمزور کرنے سے جو نقصان عظیم پہنچے گا اس کی تلافی فحش اور بے حیائی کا ایک نیا رشتہ قائم کرنے سے ہرگز نہ ہو سکے گی بلکہ اس کے برعکس اس کا جو کچھ نتیجہ ہوگا وہ یہ ہے کہ دونوں خطوں کے مسلمان ایک دوسرے کی غیر اسلامی ثقافت کے یہ نمونے دیکھ کر ایک دوسرے سے کچھ اور بدگمان ہو جائیں گے۔ اس بنا پر یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ دونوں خطوں کے درمیان رقص و سرود کی پارٹیوں کے یہ تبادلے بند کر دئے جائیں، اور ان دونوں خطوں کو اسلام اور اس کی تہذیب اور اسلامی قومیت کے رشتے سے مربوط اور اس رشتے کو مضبوط کرنے کی کوشش کی جائے۔

مسلمان ممالک میں اسلامی شعور کی بیداری، اور مسلم بلاک کی ضرورت

جماعت اسلامی پاکستان کے ارکان کا یہ اجتماع عام اس صورت واقعہ کو بڑے دکھ اور کرب کے ساتھ دیکھ رہا ہے کہ شہنشاہیت پسند طاقتوں نے مسلمانانِ عالم کو متعدد پیچیدہ مسائل سے دوچار کر رکھا ہے۔ مسئلہ کشمیر، فلسطین میں یہودی ریاست کا ناجائز وجود اور آزادی کے لئے الجزائر کے مسلمانوں کی مظلومانہ کشمکش، درحقیقت دنیا بھر کے مسلمانوں کے وہ مشترک مسائل ہیں جو ان طاقتوں نے اپنی استعماری اغراض کے لئے پیدا کئے ہیں۔ آج یہ طاقتیں مسلمان قوموں اور حکومتوں کو باہم دگر پھاڑ رکھنے، اور انہیں اپنے اپنے بلاکوں سے وابستہ کر کے استعمال کرنے کے لئے نہایت گہری چالیں چل رہی ہیں۔ اور ان چالوں میں آکر مسلمان حکومتیں چھوٹے چھوٹے مفادات کے لئے بہت بڑے مقاصد کو اپنے ہی ہاتھوں سخت نقصان پہنچا رہی ہیں۔ خصوصاً مصر کی فوجی آمریت کا یہ رویّہ بہت ہی رنج دہ ہے کہ اس نے مصر اور تمام عرب قوموں کے مسائل میں پاکستان کے مستقل ہمدردانہ اور حامیانہ طرزِ عمل سے بالکل قطع نظر کر کے مسئلہ کشمیر میں بھارت کا ساتھ دیا ہے۔ اس سے پہلے بھی مصر میں کھلم کھلا پاکستان کے عین وجود کے

خلاف پروپیگنڈا ہوتا رہا ہے۔ اس طرزِ عمل سے سخت اندیشہ ہے کہ کہیں مسلمانانِ عالم ایک دوسرے سے پھٹ نہ جائیں، اور ان کی وہ آزادی خطرے میں نہ پڑ جائے جو بھی جد و جہد کے بعد حاصل ہوئی ہے۔

جماعتِ اسلامی جس اصل مقصود پر نگاہیں جما کر مسلم ممالک کی صورتِ حالات کا مطالعہ کرتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ دنیا میں ایک مثالی اسلامی ریاست وجود میں آئے۔ اس مقصود تک پہنچنے میں وہ مسلمان ممالک میں قوم پرستانہ میلانات اور مسلم حکومتوں کی خود غرضانہ سیاست کو بہت بڑی رکاوٹ سمجھتی ہے، اور اسے دور کرنے کی خواہاں ہے۔

اس موقع پر جماعتِ اسلامی کے ارکان کا یہ کل پاکستان اجتماع نہایت مخلصانہ جذبات کے ساتھ تمام مسلمان ممالک سے اپیل کرتا ہے کہ وہ محدود قوم پرستانہ اغراض میں پڑ کر اپنے آپ کو مختلف بلاکوں اور دھڑوں کے حوالے نہ کریں بلکہ اسلامی رجحانات کے تحت ثقافتی، اقتصادی، اور سیاسی تعلقات استوار کر کے ایک متحدہ خارجی پالیسی کی تشکیل کریں۔ اس طرح بین الاقوامی دائرے میں ان کا وزن بڑھے گا، وہ اپنے اضطراب انگیز مسائل کو حل کر سکیں گے، اور شہنشاہیت پسند طاقتوں کے جبر و مکر سے اپنا بچاؤ کر سکیں گے۔ یہی ایک راستہ ہے جس کو اختیار کر کے وہ ایک موثر عالمی طاقت بن سکتے ہیں، اور مسلمان ممالک کی جغرافی اور جنگی اہمیت کے پیش نظر مستقبل میں بین الاقوامی توازنِ قوت کی میزان تھامنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

یہ اجتماع مسلمانانِ عالم کو یقین دلاتا ہے کہ دوسروں کا طرزِ عمل چاہے کچھ ہو، پاکستان کے مسلمان بہرحال قوم پرستانہ خود غرضی سے اجتناب کریں گے، اور اپنی اس کوشش میں ہرگز کمی نہ کریں گے کہ مسلمان قومیں اسلام کی بنیاد پر متحد، اور ایک دوسرے کی مددگار ہوں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی کے لئے ارکانِ جماعت کی متفقہ قرارداد

ہم، جماعت اسلامی پاکستان کے ارکین نہایت اخلاص اور دردمندی کے ساتھ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ امیر جماعتِ اسلامی پاکستان کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ ان کے استعفیٰ نے جماعت کو شدید پریشانی سے دوچار کر دیا ہے، اور ہمارے نزدیک اس حالت کا مزید جاری رہنا جماعت اور تحریک کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔

مولانا خود بھی اس بات سے ناواقف نہیں ہیں کہ ہماری اس جماعت میں امارت و رہنمائی کا جو تصور رائج ہے اور اس کام کا جو معیار انہوں نے قائم کر دیا ہے، اس کے تقاضے مجبور کرتے ہیں کہ ہم مولانا کی صحت کی کمزوری اور دوسری مشکلات کے باوجود امارت کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے لئے موصوف ہی سے اصرار کریں۔ ہماری اس تحریک کے مزاج، اس کی مخصوص نوعیت، زمانۂ حاضر کے لحاظ سے اس کے مراحلِ ارتقاء کو جس وسعت اور جامعیت کے ساتھ مولانائے محترم نے سمجھا ہے اور بحیثیت داعی اول شروع سے اب تک جس اطمینان بخش طریق سے اس کی منصوبہ بندی کی ہے، اسے سامنے رکھ کر جب کبھی جماعت امارت کے مسئلے پر غور کرتی ہے تو اس کی نگاہ ہر طرف گھوم پھر کر

مولانائے محترم ہی کی ذات پر جا کر ٹھہرتی ہے۔
اس لئے ہم پورے زور کے ساتھ ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ان کی مشکلات کو دور کرنے، اور ان کو پورا پورا تعاون بہم پہنچانے میں کوئی رکن بھی کوتاہی نہ کرے گا۔
(اجتماعِ ارکان میں قائم مقام امیرِ جماعت نے اس قرارداد کو پیش کیا، اس پر بہت سی تقاریر ہوئیں۔ چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحی، نعیم صدیقی، حکیم عبدالرحیم اشرف، مشرقی پاکستان کے مولانا عبدالرحیم اور پروفیسر غلام اعظم اور متعدد دیگر اصحاب نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ آخر میں مولانا مودودی نے بتلایا کہ میری راہ میں کچھ مشکلات ہیں جن کا حل کیا جانا ضروری ہے اور اس کے بغیر امارت کی ذمہ داری میں نہیں اٹھا سکتا۔ مولانا نے یہ تجویز پیش کی کہ جماعت کے تنظیمی حلقے اپنے میں سے نمائندگان چن لیں اور ان کے سامنے میں اپنی مشکلات رکھ دوں گا، تا کہ وہ اور مجلسِ شوریٰ ان پر غور و فکر کریں، اور اگر ممکن ہو تو حل کر دیں۔ چنانچہ ۲۶ آدمیوں پر مشتمل ایک مجلسِ نمائندگان منتخب ہوئی، اس سے مولانا نے ملاقات کی، اور پھر دستورِ جماعت میں بعض ترامیم تجویز کی گئیں، جنہیں ارکانِ جماعت نے منظور کر لیا (ملاحظہ ہو صفحہ ۳۸)
اجتماع کے آخری اجلاس میں مندرجہ بالا قرارداد رائے شماری کے لئے پیش کی گئی اور یہ متفقہ طور پر پاس ہو گئی۔
اس کے بعد مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے رفقائے جماعت سے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا:۔
"یہ کہنے کی اب ضرورت نہیں کہ استعفیٰ کے سلسلہ میں میرا جو عذر تھا اس کو آپ نے قبول کرنے کے بجائے رفع کر دیا ہے۔ اس لئے

اب وہ وجہ باقی نہیں رہی ہے جس کی بنا پر میں نے استعفیٰ دیا تھا۔ جو اظہارِ اعتماد آپ نے مجھ پر کیا ہے اس کی وجہ سے اب پھر وہ بارِ گراں اٹھاتا ہوں، جو برسوں اٹھاتا رہا ہوں۔ اگرچہ میری دلی خواہش تھی کہ اس سے مجھے سبکدوش کر دیا جائے، اور اس کو کوئی دوسرا رفیق اٹھائے۔ خدا گواہ ہے کہ میں اس کا خواہش مند کبھی نہیں رہا ہوں۔ لیکن اگر رفقاء کی یہی خواہش ہے تو اس وقت تک جب تک جماعت کا اعتماد مجھ پر رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق رہے گی یہ خدمت انجام دیتا رہوں گا۔



جماعتِ اسلامی کے دستور میں ترامیم

[حسب ذیل تین قرار دادیں اس اسکیم کا نقشہ پیش کرتی ہیں جس کے مطابق دستورِ جماعت میں ترامیم کی جائیں گی۔ ان خطوط پر ترتیب دستور ارکان کی منتخب کردہ نئی مجلسِ شوریٰ کرے گی]

قرار داد نمبر ۱

جو ارکانِ جماعت دستورِ جماعت کی پابندی کے عہد پر قائم ہوں، مگر نصب العین کے حصول کے عملی طریقوں میں جن کا نقطۂ نظر جماعتی فیصلوں سے مختلف ہو، انہیں جماعت کے اندر حسب ذیل حدود کو ملحوظ رکھنا ہوگا:-

۱- انہیں ارکانِ جماعت کے اجتماعات میں اختلافِ خیال کے اظہار کا پورا حق حاصل ہوگا، مگر اس غرض کے لئے پریس، اور پبلک پلیٹ فارم کو ذریعہ بنانے کا حق نہ ہوگا۔ اور یہ حق بھی نہ ہوگا کہ وہ فرداً فرداً ارکانِ جماعت میں نجویٰ کرتے پھریں۔

۲- جماعت میں کثرتِ رائے سے جو فیصلے ہو جائیں، ان کو وہ جماعتی فیصلوں کی حیثیت سے تسلیم کریں گے، اور ان کے پابند ہوں گے۔ البتہ انہیں یہ حق حاصل ہوگا کہ مقررہ حدود کے اندر وہ ان فیصلوں کو متعلقہ اجتماعات میں بدلوانے

کی کوشش کریں۔

۳۔ اگر کوئی رکن جماعت، جماعت کی طے کردہ پالیسی سے اختلاف کا اظہار کر دے، تو وہ جماعت میں کسی ایسے منصب پر نہ رہ سکے گا جس کا فریضہ جماعتی پالیسی کو نافذ کرنا ہو۔

قرارداد نمبر ۲

جماعت اسلامی پاکستان کی روز افزوں وسعت، کاموں کا بڑھتا ہوا بار، اس وقت تک کے عملی تجربات، نیز تنظیمی اور دیگر ضروریات ... اس امر کی متقاضی ہیں، کہ دستورِ جماعت میں بعض تبدیلیاں کر دی جائیں۔ اس لئے ارکان کا یہ اجتماعِ عام حسب ذیل تغیرات کا فیصلہ کرتا ہے:۔

۱۔ تنظیمِ جماعت، اور تحریک کو چلانے کی آخری ذمہ داری امیرِ جماعت پر ہوگی، اور مجلسِ شوریٰ اور ارکانِ جماعت کے سامنے وہ جوابدہ ہوگا۔

۲۔ جماعت کی پالیسی کی تشکیل، اور اہم مسائل کے فیصلے امیرِ جماعت مجلسِ شوریٰ کے مشورے سے کرے گا۔

۳۔ مجلسِ شوریٰ کے ارکان میں سے امیرِ جماعت کو اپنی مجلسِ عاملہ خود منتخب کر لینے کا اختیار ہوگا، اور مجلسِ عاملہ کو وہ اختیارات حاصل ہوں گے جو آئندہ دستور میں اسے دئے جائیں گے۔

۴۔ اہم معاملات میں اگر کوئی فوری قدم اٹھانے کی ضرورت ہو، اور مجلسِ عاملہ یا مجلسِ شوریٰ کا اجلاس منعقد کرنے کا امکان نہ ہو، تو امیر مجلسِ عاملہ یا مجلسِ شوریٰ کے جن ارکان سے بھی مشورہ لے سکتا ہو، ان کے مشورے سے وہ قدم اٹھا سکتا ہے۔

۵۔ امیرِ جماعت نائب امراء مقرر کر سکے گا، اور وہ تفویض کردہ فرائض ادا کرنے اور

اختیارات استعمال کرنے کے مجاز ہوں گے۔

۶۔ مجلس شوریٰ کے ارکان کی تعداد کم از کم ۵۰ ہوگی۔ ہر انتخاب سے پہلے اس تعداد کو مختلف تنظیمی حلقوں کے ارکان کی تعداد کے تناسب کے لحاظ سے ان حلقوں پر تقسیم کیا جاتا رہے گا۔ مگر کوئی حلقہ کم از کم ایک نشست سے محروم نہ رہے گا۔

۷۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاسوں میں ارکانِ جماعت سامع کی حیثیت سے حاضر ہوسکیں گے البتہ کسی خاص اجلاس کے لئے امیر جماعت مصالح جماعت کی خاطر اس اجازت کو منسوخ کرسکے گا۔

۸۔ مجلسِ شوریٰ کے کل منتخب ارکان کی دو تہائی اکثریت سے اگر امیر جماعت کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد منظور ہو جائے تو امیر جماعت معزول ہو جائے گا۔

۹۔ مجلس شوریٰ کو تعبیر دستور، اور ترمیم دستور کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

قرارداد نمبر ۳

جماعت اسلامی پاکستان کا یہ کل پاکستان اجتماعِ ارکان قرار دیتا ہے کہ:۔

۱۔ دستوری قرارداد نمبر ۱ اور ۲ کی بنیاد پر آئندہ منتخب ہونے والی مجلس شوریٰ کو جماعت کے دستور کی نئے سرے سے تدوین کرنی ہوگی۔

۲۔ ۱۹۵۵ء کے اجتماعِ ارکان میں جو مجلسِ ترمیم دستور منتخب کی گئی تھی اسے اس قرارداد کے بعد ختم سمجھا جائے۔ اور دستور جماعت میں جو ترمیمات اس مجلس کے غور کے لئے آئی تھیں وہ نئی مجلسِ شوریٰ کے سپرد کردی جائیں۔

۳۔ آئندہ مجلس کا انتخاب ۳۱۔ مارچ ۵۷ء سے پہلے ہو جانا چاہیے۔

۴۔ نئی مجلسِ شوریٰ کے انتخاب تک موجودہ مجلسِ شوریٰ قائم رہے گی۔

ماهنامه ترجمان القرآن لاهور

مدیر

سید ابوالاعلی مودودی

دنیا میں جو افکار و خیالات اور اصول تهذیب و تمدن پهیل رهے هیں، ان پر قرآنی نقطه نظر سے تنقید کرنا اور فلسفه و سائنس، سیاست و معشیت، تمدن و معاشرت، هر چیز میں قرآن و سنت کے پیشکرده اصولوںکی تشریح کرنا اور زمانهٔ جدید کے حالات پر ان اصولوں کو منطبق کرنا اس رساله کا خاص موضوع هے۔

یه رساله ایک نئی زندگی کی دعوت دیتا هے
اور اس کی دعوت کا خلاصه یه هے که:

اپنے دل اور دماغ کو مسلمان بناؤ،
جاهلیت کے طریقے چهوڑ کر اسلام کی صراط مستقیم پر چلو،
قرآن لے کر اٹهو، اور دنیا میں غالب بن کر رهو۔

قیمت سالانه چه روپے  فی پرچه دس آنے

ملنے کا پته

دفتر رساله ترجمان القرآن - اچهره - لاهور

سرورق جدید اردو ٹائپ پریس، لاهور میں چهپا